پروفیسر محمد اکرام تائب
عارف والہ

پیشہ ور گداگر

بے کار پڑے رہنا گھر میں ان مردوں کو بیماری ہے
ان کان میں مندری والوں کی خود ساختہ یہ بیکاری ہے
کب آپ نہاتے دھوتے ہیں کب بچوں کو نہلاتے ہیں
ہر وقت جمائیاں لیتے ہیں ہر لمحے غفلت طاری ہے
سب بیوی بچے کام پہ ہیں بس مرد ہیں اندر خیموں کے
افیون، چرس بھی چلتی ہے، جوئے کا کھیل بھی جاری ہے
یہ لنگڑا بوڑھا دیکھنے میں معصوم نظر جو آتا ہے
کل بیوی اُس کی جیتا تھا اب بیٹی اپنی ہاری ہے
اب ٹی،وی ٹیپ کی بات نہ کر ہیں وی،سی،آر بھی خیموں میں
کوئی فکر نہ لینے دینے کا راشن اپنا سرکاری ہے
ہر صبح و شام خزانہ یہ قاروں کا بڑھتا رہتا ہے
کب اماں سے اٹھ سکتا ہے نوٹوں کا تھیلا بھاری ہے
کوئی کیس کچہری تھانے کا کوئی فکر نہ آٹے دانے کا
کوئی خرچ نہ موٹر گاڑی کا بس "ڈونکی" کی اسواری ہے
جب رات گئے گھر آتے ہیں سو رنگ کا کھانا لاتے ہیں
کہیں چاول، دال، سری پائے، کہیں مرغ کہیں ترکاری ہے
ان لوگوں کی اس اترن کا محتاج ہے ان کا پیراہن
شلوار اگر ہے نیلی تو کرتہ ان کا نسواری ہے
کچھ لوگ ہیں ایسے بھی جن کا لاکھوں کا بینک اکاؤنٹ ہے
پیوند لگا یہ پیراہن، افلاس نہیں عیاری ہے
جو اندھے، لولے، لنگڑے ہیں خیرات انہی کا حصہ ہے
ان ہٹے کٹے لوگوں کا یہ پیشہ ہے، مکاری ہے
اے بابو جی اے بابا جی کچھ دے جاؤ مسکینوں کو
ہر چوراہے پر اے تائب یہ ورد زباں پر جاری ہے